مال اولاد سے محبت

وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالی

کتاب گھر
ناظم آباد ۴ — کراچی ۷۵۶۰۰

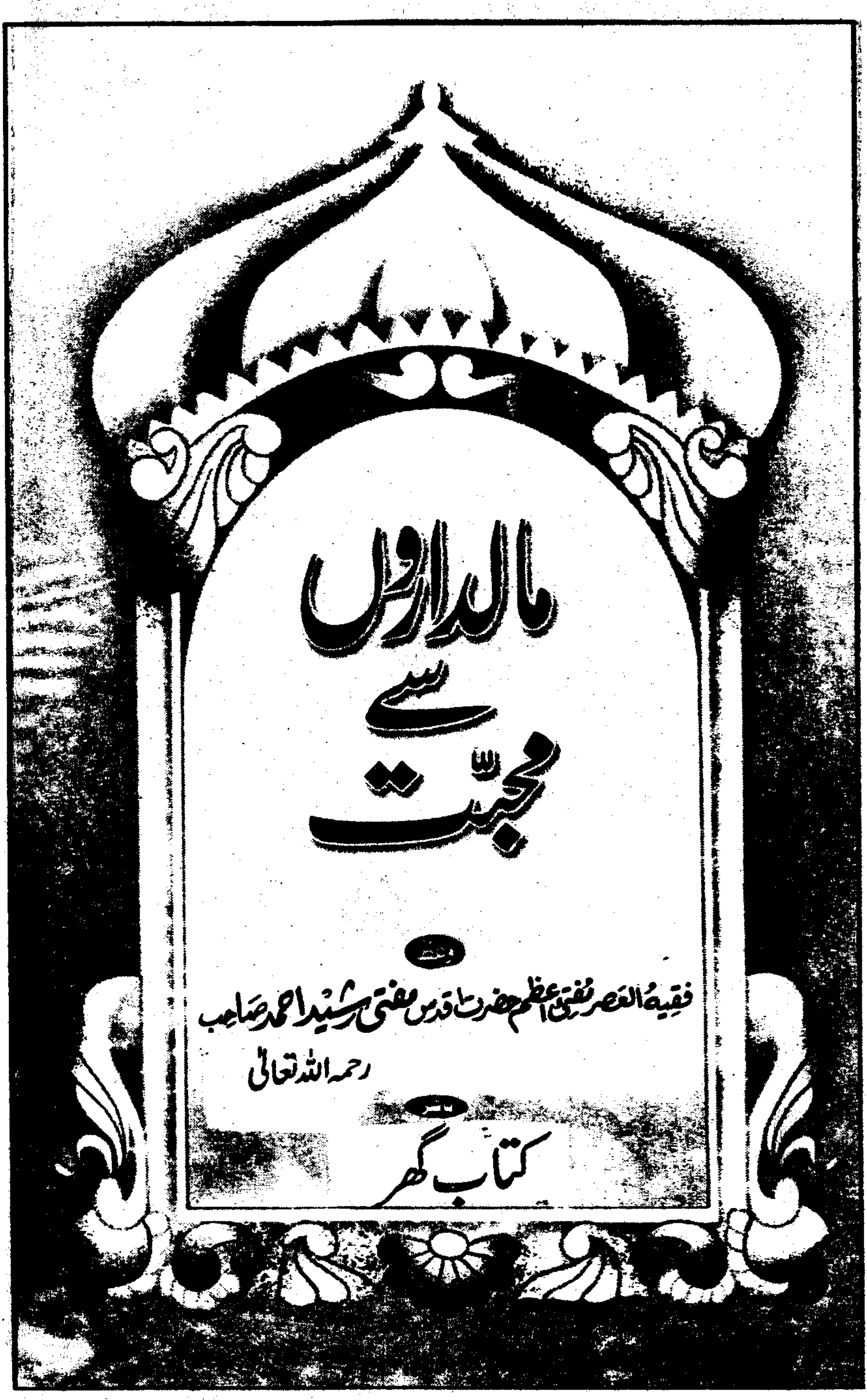

مالداروں سے محبت

وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

کتاب گھر

نام کتاب ← مالداروں سے محبت
وعظ ← فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
تاریخ طبع ← جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ
مطبع ← حسان پرنٹنگ پریس
← فون:6642832
ناشر ←

* * *

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد
ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر.....۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر.....۶۲۳۶۶۶ - ۰۲۱

فاروق اعظم کمپوزرز

فہرست مضامین "مالداروں سے محبت"

عنوان	صفحہ
☐ مالداروں کی غلط سوچ	۶
☐ علماء بدخلق نہیں ہوتے	۹
☐ اخلاق کے معنی	۱۰
☐ عالم کا وقت بہت قیمتی ہے	۱۱
☐ عوام نے مولویوں کو بکری بنا رکھا ہے	۱۳
☐ دنیا کے عاشق کا حال	۱۶
☐ جواہر خمسہ	۱۹
☐ پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں؟	۲۷
☐ مسقط کے ایک تاجر کا قصہ	۲۹
☐ لندن کے وفد کی رگڑائی	۲۹
☐ عجیب توکل	۳۱
☐ رقم پیش کرنے والے کو دو گولیاں	۳۲
☐ مالداروں کے خناس کا علاج	۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعظ

مالداروں سے محبت

(۱۴ر جمادی الاولی ۱۴۱۹ھ)

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینه ونستغفرہ ونؤمن به ونتوکل علیه ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا، من یهدہ اللّٰہ فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا اللّٰہ وحدہ لاشریک له ونشهد ان محمدًا عبدہ ورسوله صلی اللّٰہ تعالی علیه وعلی اٰله وصحبه اجمعین۔

امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم،

یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللّٰہ یمن علیکم ان هدٰکم للایمان ان کنتم صدقین ۝ (۴۹-۱۷)

مالدار لوگوں میں سے کوئی بھی جب مجھ سے بات کرتا ہے یا کوئی رقم وغیرہ لے کر آتا ہے یا کوئی بھی بڑی سے بڑی پیشکش کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہوں کہ سیدھے رخ سے پیش نہیں آتا دیکھنے میں تو یہ برا سلوک ہے مگر درحقیقت ان کے

ساتھ حسن سلوک ہے اچھا سلوک ہے، اس سے ان کی اصلاح مقصود ہے ان کا فائدہ مقصود ہے۔

مالداروں کی غلط سوچ:

اس میں ان کا فائدہ اس طرح ہے کہ عام طور پر مالدار لوگوں میں دو غلط ذہنیتیں پیدا ہوگئی ہیں، دو غلط خیال ان کے دماغ میں بہت گہرائی میں جم گئے ہیں جن کا نکالنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ وہ چیزیں بہت گہرائی میں چلی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مالدار یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دین کے کام کرنے والے اداروں کی جو مدد کرتے ہیں تو یہ ہمارا ان پر احسان ہے۔ جبکہ دین اللہ کا ہے تو یہ نالائق اپنے خیال میں اللہ پر احسان کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے منافقین کے بارے میں یا جو لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے اور ابھی ان کی تربیت نہیں ہو پائی تھی ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتاتے ہیں کہ دیکھیں ہم ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یوں تنبیہ فرماتے ہیں:

﴿یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللّٰہ یمن علیکم ان ھدلکم للایمان ان کنتم صدقین ۝﴾ (۴۹-۱۷)

”یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم سچے ہو۔“

شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس کہ بخدمت بداشتت

بادشاہ نے کسی کو خدمت کے لئے رکھ لیا اور وہ احمق بادشاہ پر احسان جتائے کہ میرا بادشاہ پر احسان ہے۔ ارے نالائق! تیرا بادشاہ پر احسان نہیں بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ تجھے خادم بنالیا۔ دنیا میں ایک مخلوق بادشاہ کے ساتھ تو یہ معاملہ کہ جسے خدمت کے لئے رکھ لے تو اس کا بادشاہ پر احسان نہیں بلکہ بادشاہ کا خادم پر احسان ہے، اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین رب العلمین کے دین سے کسی نے تعاون کردیا خواہ وہ دین کے کسی بھی شعبے میں ہو جہاد کا ہو، تبلیغ کا ہو، تعلیم کا ہو، افتاء کا ہو، تدریس کا ہو، اللہ کے دین سے اگر کوئی تعاون کرتا ہے تو وہ یہ غلط خیال دل سے نکال دے کہ میں اللہ سے تعاون کر رہا ہوں بلکہ اس کی بجائے یہ سوچے کہ اللہ کی رحمت ہے کہ وہ مجھ سے کام لے رہے ہیں۔ مالداروں کے دماغوں میں یہ غلط خیال جم گیا ہے کہ ہم کسی دینی کام میں پیسے لگاتے ہیں تو ہمارا ان پر احسان ہے۔ انہیں چاہئے کہ تعاون کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچ لیں غور و فکر کرلیں کہ کام کہاں صحیح ہو رہا ہے، جہاں اطمینان ہو جائے اعتماد ہو جائے وہاں جاکر رقم دے دیں اور جنہیں رقم دی ہے ان کا احسان مانیں ان کا شکریہ اداء کریں۔ احسان یوں مانیں کہ آپ کو ضرورت تھی کہ آپ کی رقم کسی صحیح مصرف میں، دینی کام میں، صحیح جگہ پر لگ جائے اس مقصد کے لئے جس نے آپ کی رقم قبول کرلی وہ اس کی حفاظت کی تکلیف برداشت کرتا ہے، وقت بھی لگاتا ہے، مشقت اٹھاتا ہے پھر اس کے مصارف کے بارے میں سوچتا رہتا ہے کہ کہاں کہاں اسے لگاؤں کہاں نہ لگاؤں اس میں دماغ سوزی کرتا ہے، محنت کرتا ہے پھر جہاں رقم خرچ کی اس کے حساب رکھتا ہے، کتنے کام اس نے آپ کی خاطر کئے پیسے کا وصول کرنا، اس کی حفاظت کرنا، صحیح مصرف کا انتخاب کرنا، حساب رکھنا آپ کا اس پر کیا احسان آپ تو اپنی عاقبت بنانے کے لئے کرتے ہیں اس لئے نہ اس پر احسان، نہ اللہ پر احسان، نہ اللہ کے دین پر احسان، آپ تو اپنے اوپر احسان کر رہے ہیں، وہ آپ سے تعاون کر رہا ہے، مشقت بھی برداشت کر رہا ہے، وقت بھی صرف کر رہا ہے اس لئے

اس کا احسان مانیں اور اسے کہا کریں شکریہ، جزاکم اللہ تعالیٰ، ورنہ پیسے لئے لئے پھرتا رہتا یا پھر کسی غلط جگہ دے دیتا اس لئے رقم قبول کرنے والے کا شکریہ اداء کرنا چاہئے۔ آج کل قصہ برعکس ہوگیا ہے کہ لینے والے دینے والوں کا شکریہ اداء کرتے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر دینی کام کے لئے پیسا لینے والا دینے والے سے کہے "شکریہ" تو پکی بات ہے یقین کرلو کہ وہ کسی دینی کام میں نہیں لگائے گا بلکہ خود کھا جائے گا اسی لئے تو شکریہ کہہ رہا ہے، اگر اس کا ارادہ دینی کام میں لگانے کا ہوتا تو وہ شکریہ کیوں کہتا، اس پر آپ نے کیا احسان کیا خود اس نے آپ پر احسان کیا۔ صحیح مصرف پر لگانے والے دینے والوں کا شکریہ اداء نہیں کرتے۔

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو پانچ حرف ہیں نا "ش، ک، ر، ی، ہ، شکریہ" یہ غیر اللہ کے لئے تو کبھی نکل ہی نہیں سکتے، شکر تو صرف میرے اللہ کا ہے، کیوں کسی کا شکر اداء کروں کسی کا ہم پر کیا احسان کہ ہم اس کا شکر اداء کریں۔ حکیم الامۃ تو ایسے ایسے مالش کرتے تھے خوب خوب حجامت بناتے تھے۔

ایک تو اس غلط نظریئے کی اصلاح مقصود ہوتی ہے کہ آنے والے خواہ لاکھوں لائیں یا کروڑوں وہ یہ سمجھ لیں کہ دین کا کام کرنے والا ہمارا محتاج نہیں ہم اس کے محتاج ہیں یہ ہمارا شکریہ اداء نہ کرے ہم اس کا شکریہ اداء کریں۔

دوسری بات، جو لوگ دنیا کی تجارت میں مشغول ہیں یا اور کوئی بھی دنیا کا دھندا ملازمت ہو، زراعت ہو یا اور کچھ اس میں جو مشغول ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کاموں میں مشغول ہیں اور دین کے کاموں میں جو لگے ہوئے ہیں ان کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ یہ بے کار بیٹھے ہوئے ہیں، دین کے کام کو کام سمجھتے ہی نہیں، دین کے کاموں کی ان کے قلوب میں عظمت نہیں، اللہ کے کام کی ان کے قلوب میں وقعت نہیں، اپنے کام کی دنیا کے کام کی قلوب میں عظمت بھی ہے وقعت بھی ہے اس لئے اپنے کام کو دین کے کام

سے زیادہ اہم اور ضروری سمجھتے ہیں، خود کو سمجھتے ہیں کہ بہت مشغول ہیں فرصت نہیں اور عالم خواہ کتنا بڑا ہو کتنا ہی زیادہ دین کے کاموں میں مشغول ہو اس کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ فارغ بیٹھا ہوا ہے، یہ نظریہ ہے ان لوگوں کا۔

علماء بداخلاق نہیں ہوتے:

ایک صالح مالدار کو دینی کاموں میں خرچ کرنے کا بہت جذبہ ہے مدارس دینیہ پر بھی بہت خرچ کرتے ہیں، مالی تعاون کے لئے مختلف دینی مدارس میں جاتے رہتے ہیں ایک بار مجھ سے بہت افسوس کے ساتھ کہنے لگے کہ دینی مدارس کے علماء و طلبہ میں اخلاق نہیں۔ میں نے انہیں سمجھایا کہ سنئے اخلاق کہتے کسے ہیں، آپ تو اخلاق اسے سمجھتے ہیں کہ جیسے آپ جائیں تو جو بھی طالب علم نظر آئے وہ آکر آپ کو سلام کہے اور جو بھی مولوی صاحب نظر آئیں وہ بھی آپ کو سلام کہیں مہتمم کے بارے میں یہ خیال ہوتا ہوگا کہ جیسے ہم پہنچتے ہیں وہ جلدی سے اٹھ کر ملیں چائے بسکٹ کھلائیں اور باتیں واتیں کرتے رہیں، کافی وقت آپ کے ساتھ خرچ کریں، پھر جب آپ وہاں سے چلنے لگیں تو وداع کرنے کے لئے گاڑی تک ساتھ جائیں گاڑی میں بٹھا کر پھر واپس جائیں، آپ کے خیال میں یہ اخلاق ہیں اور وہ لوگ ایسے کرتے نہیں اللہ کرے سارے مولوی ایسے بداخلاق ہوجائیں۔ میں نے انہیں سمجھایا کہ آپ اخلاق اسے سمجھتے ہیں کہ مدرسے میں آپ کا استقبال کیا جائے خاطر تواضع ہو آیئے آیئے سیٹھ صاحب تشریف رکھئے، علماء آپ کے ساتھ بیٹھ کر اپنا وقت ضائع کریں۔ ایک بہت بڑے افسر یہاں آکر نماز پڑھا کرتے تھے یہیں قریب میں ہی رہتے تھے انہوں نے میری بدخلقی دیکھی تو یہاں آنا چھوڑ دیا کہ یہ تو بڑا بدخلق ہے۔ وہ شروع شروع میں یہاں آتے تھے اور درس مثنوی میں شریک ہونے لگے، طلبہ مثنوی پڑھتے تھے تو وہ بھی ساتھ شریک ہوجاتے، دنیوی لحاظ سے بہت اونچے منصب پر تھے، جب وہ یہاں آتے تو میں ان کی طرف کوئی خاص توجہ

نہیں کرتا تھا، میں تو کیا کرتا ہمارے طلبہ بھی توجہ نہیں دیتے تھے جیسے کوئی عامی شخص ہو آگیا پڑھ کر چلا گیا وہ کچھ دن آئے اس کے بعد مجلس درس ہی میں سب کے سامنے مجھ سے کہنے لگے کہ میرے پیر صاحب فلاں جگہ رہتے ہیں میں جب ان سے ملنے جاتا ہوں تو اٹھ کر کھڑے ہو کر مجھ سے معانقہ کرتے ہیں۔ گویا وہ مجھے تعلیم دے رہے تھے کہ جب میرا پیر کھڑے ہو کر معانقہ کرتا ہے تو تو کیوں بیٹھا رہتا ہے میں جیسے ہی آؤں کھڑے ہو کر معانقہ کیا کرو۔ اس کی تبلیغ کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ تو بڑا بدخلق ہے اس لئے آنا چھوڑ دیا۔

اخلاق کے معنی:

اب سنئے خلق کیا ہیں، اخلاق کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل کی ہر کیفیت اللہ کی رضا کے مطابق ہو جائے، شریعت میں اخلاق اسے کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ پر توکل ایسا قائم ہو جائے کہ پوری دنیا سے نظر ہٹ جائے، حب مال اور حب جاہ کی نجاستوں کی جڑیں دل سے کٹ جائیں، جب دل بن جاتا ہے تو انسان کے جتنے بھی اعضاء ظاہرہ ہیں وہ سارے کے سارے اللہ کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں دل صحیح نہیں تو اعضاء بھی صحیح نہیں وہ اطاعت نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا و هی القب﴾ (صحیح مسلم)

فرمایا دیکھو غور سے سنو بہت اہم بات بتانے لگا ہوں غور سے سنو، الا کے معنی یہ ہیں کہ خبردار ہو کر متوجہ ہو کر یہ ٹیلی فون پر جو ہیلو سیلو ایلو ایلو کرتے ہیں نا کچھ اس بارے میں تحقیق ہوئی ہے کہ یہ لفظ اصل میں الا ہے خبردار یعنی دوسرے کو خبردار کرتا ہے کہ میں بول رہا ہوں میری بات سنو، اسے بگاڑتے بگاڑتے الا کو کسی نے ایلو کر دیا کسی نے ہیلو کر دیا تو کسی نے ہلو کر دیا کسی نے الو کر دیا، اس کی اصل الا ہے۔ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہت ہی اہم بات بتانے لگا ہوں: الا خبردار ہو کر سنو۔ ان فی الجسد مضغۃ یہ بات محقق ہے پکی ہے کہ جسم میں ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے مضغۃ میں تنکیر تقلیل کے لئے ہے چھوٹا سا ٹکڑا جسم کتنا بڑا اس میں چھوٹا سا ٹکڑا، اذا صلحت صلح الجسد کلہ وہ ٹکڑا درست ہوجاتا ہے تو پورا جسم درست ہوجاتا ہے، واذا فسدت فسد الجسد کلہ وہ ٹکڑا خراب ہوجاتا ہے تو پورا جسم خراب ہوجاتا ہے، پھر دوبارہ فرمایا الا خبردار! وہ کون سا ٹکڑا ہے: وھی القلب وہ دل ہے دل، دل بن جائے تو انسان کا پورا جسم اللہ کا فرمانبردار بن جاتا ہے اور دل میں فساد ہے تو پورا جسم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں لگا رہتا ہے، یہ فیصلہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ جب کسی کا دل بن جائے گا اس کی نظر میں غیر سے نظر ہٹ جائے گی خود کو صرف اللہ کا محتاج سمجھے گا صرف ایک اللہ کا محتاج، کسی کی ناراضی سے بچنے کی فکر ہو تو صرف اللہ کی ناراضی سے بچنے کی فکر ہو ساری دنیا ناراض ہوجائے کوئی پروا نہیں میرا اللہ راضی رہے، شریعت میں اسے کہا جاتا ہے کہ اس کے اخلاق درست ہوگئے، جس میں یہ بات نہیں لوگوں سے ڈرتا ہے غیر اللہ کا خوف اللہ کے خوف پر غالب ہے، غیر اللہ کی محبت اللہ کی محبت پر غالب ہے، غیر اللہ کے تعلقات اللہ کے تعلّق پر غالب ہیں۔ اسے کہا جائے گا سوء الاخلاق اس کے اخلاق بہت برے ہیں جہنّم میں لے جانے والے ہیں۔

عالم کا وقت بہت قیمتی ہے:

اب ذرا سنئے کہ عالم کا وقت کتنا قیمتی ہوتا ہے، وہ کام کیا کر رہا ہے، وہ عوام کی خدمت کے لئے اپنے تمام اوقات وقف کئے بیٹھا ہے عالم کوئی اپنا کام نہیں کرتا عوام کا کام کر رہا ہے رات دن اسی میں لگا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے قوانین حل کرنے میں دنیا تک پہنچانے میں اللہ کے بندوں کو اللہ کے قوانین پر چلانے کی کوشش میں رات دن گھلا جا

رہا ہے رات دن محنت رات دن محنت، اس کی مشغولیت کتنی بڑی مشغولیت ہے کتنا بڑا کام کر رہا ہے۔ اگر اہل ثروت میں سے کوئی اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے کام چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو جائیں تو وہ کتنا نالائق ہے، وہ عالم اللہ کے بندوں کی دنیا و آخرت بنانے میں مشغول ہے یہ اس کا نقصان کر رہا ہے اور اگر وہ عالم اپنے اہم کام چھوڑ کر اس کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ اس سے بھی بڑا نالائق ہے، اسے ایک مثال سے سمجھیں، کوئی شخص بہتر سے بہتر شربت کی بالٹی بھرپر اس میں برف اور دودھ ڈال کر کہیں چوک پر بیٹھ جائے اور آواز لگاتا رہے: اللہ کے بندو شربت پیو، شربت پیو، شربت پیو، تو بتائیے ثواب کا کام ہے یا نہیں، شربت بھی اپنا شکر بھی اپنی برف اور دودھ بھی اپنی طرف سے، ٹھنڈا میٹھا کر کے مفت پلا رہا ہے، کتنا بڑا ثواب کا کام ہے لیکن اگر کوئی دل کا اسپیشلسٹ ڈاکٹر جس کے غیر حاضر ہونے سے لوگ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں اس کے ہسپتال میں کوئی مریض دم توڑ رہا ہے اور وہ کہیں چوک پر بیٹھا شربت پلا رہا ہے تو دنیا میں کوئی ایسا احمق سے احمق جس کے دماغ سے عقل کھرچ کھرچ کر نکال دی گئی ہو وہ بھی یہی کہے گا کہ یہ ڈاکٹر ثواب کا کام نہیں کر رہا عذاب کا کام کر رہا ہے، ارے تیرے دروازے پر لوگ دم توڑ رہے ہیں اور تو یہاں بیٹھا شربت پلا رہا ہے، شربت پلانے والے تو دوسرے بہت ہیں تو جا کر لوگوں کی جان بچا، اگر وہ اپنے مریضوں کو چھوڑ کر شربت پلائے گا تو اسے گناہ ہو گا یا ثواب؟ گناہ ہو گا اور اس کے گناہ ہونے کو ہر شخص سمجھتا ہے۔ اب ذرا مقابلہ کریں علماء جن کاموں میں مشغول ہیں وہ عوام کے کام ہیں ان کی آخرت اور دنیا بنانے میں مصروف ہیں۔ یہ بات بھی خوب یاد رکھیں کہ دنیا آخرت سے الگ نہیں جس کی آخرت بنتی ہے اس کی دنیا ضرور بنتی ہے، بنیں گی تو دونوں بنیں گی بگڑیں گی تو دونوں بگڑیں گی۔ علماء کے بارے میں اگر کوئی یہ سوچے کہ یہ لوگوں کی خدمت نہیں کرتے اور کوئی ملنے جائے تو وقت نہیں دیتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں جتنی قدر جسمانی ڈاکٹر کی ہے اتنی قدر عالم کی نہیں جو دل بنا کر دنیا و

آخرت دونوں کے عذاب سے بچاکر اللہ سے ملادے جو ڈاکٹر یہ کام کررہا ہے لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر نہیں اس لئے کہ دین کی قدر نہیں۔ اسی طرح جو مولوی بھاگا بھاگا پھرتا ہے آیئے آیئے سیٹھ صاحب تشریف رکھئے، چائے پیش کردی، شربت پیش کردیا اس سے تو یہ کہنا چاہئے کہ ارے نالائق! تو مولوی کہاں سے بن گیا جوڑیا بازار میں جاکر بوریا اٹھا۔

اللہ تعالیٰ نے جنہیں صحیح معنی میں علماء بنایا ہے وہ اللہ کے دین کی خدمت کررہے ہیں، عوام کی جنت بنارہے ہیں اور دنیا کو بھی جنت بناتے ہیں تو ان کے بارے میں یہ کہنا کہ لوگوں کی پروا کیوں نہیں کرتے یہ تو ایسے ہوگیا کہ جیسے کوئی صراف کے پاس جوتا گٹھوانے لے جائے تو صراف کہے گا اللہ کے بندے! میرے پاس تو صرف سونے کا کام ہوتا ہے جوتا گٹھوانے کسی موچی کے پاس جاؤ تو وہ ناراض ہونے لگے کہ میں تو جوتی گانٹھنے کے پیسے بھی دیتا ہوں مفت تھوڑا ہی کرواؤں گا، یہ تو بڑا بدخلق ہے میرا کام نہیں کررہا۔ ارے وہ سونے کا کام کررہا ہے جوتے کا کام موچی سے کرواؤ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنہیں اپنے دین کے کام میں لگالیا اللہ کے بندوں کی دنیا اور آخرت دونوں بنا رہے ہیں ان سے دنیا کے کام لینا صحیح نہیں، یہ کہنا کہ مولوی لوگ کسی کا خیال کرتے ہی نہیں ہیں سراسر حماقت ہے، ارے! وہ تیرا دین اور دنیا دونوں بنارہے ہیں مگر تجھے عقل بھی تو ہو اتنی عقل نہیں تو سمجھتا ہے یہ اپنا کام کررہا ہے۔

عوام نے مولویوں کو بکری بنا رکھا ہے:

سندھ میں ایک عالم تھے وہ کہا کرتے تھے کہ عوام نے مولویوں کو بکری سمجھ رکھا ہے بکری، بکری کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں وہ بیمار ہو یا ویسے غفلت ہو سوئی ہوئی ہو، دودھ اس کے تھنوں میں ہو یا نہ ہو اور وقت کوئی بھی ہو مالک جاتا ہے گردن سے پکڑ کر زور سے کھینچ کر اوپر کو اٹھاتا ہے آرام آرام سے نہیں اٹھاتا بلکہ گردن سے پکڑ کر بہت

جھٹکے سے کھینچتا ہے اور کھڑا کر دیتا ہے پھر اس کے تھنوں میں دودھ ہے ہی نہیں کھینچ کھینچ کر جتنا بھی ہو نکال لیتا ہے بعد میں اسے تھپکی دے کر پیار کر کے نہیں چھوڑتا بلکہ اس کی کمر پر ایک زوردار مکا لگا کر دھکا دیتا ہے، آپ لوگوں نے کبھی دیکھا ہے یا نہیں؟ بکریوں والوں کے پاس جا کر کبھی کبھی دیکھا کریں تاکہ اس قصے کی تصدیق ہو جائے، ایسا ظالم کہ وہ بیمار ہے، کمزور ہے، سو رہی ہے غفلت کا وقت ہے، دودھ ہے ہی نہیں، زبردستی گردن پکڑ کر جھٹکے سے کھینچ کر کھڑا کر کے نچوڑ کر پھر یہ نہیں کہ آرام سے چھوڑ دے بلکہ کمر پر لگاتا ہے زوردار مکا اور دھکا بھی دیتا ہے۔ کاش کہ عوام مولوی کو بکری نہ سمجھتے بھینس سمجھتے، اب تو سنا ہے کہ بھینس کا دودھ نکالنے کے لئے انجکشن لگاتے ہیں پہلے زمانے میں انجکشن نہیں لگاتے تھے بھینس سے دودھ لینے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے بنولے اور کھلی گھاس میں ملا کر جسے سانی کہتے ہیں، سانی بنا کر خوب خوب کھلائیں پھر اسے نہلائیں بھی پھر اسے تھپکیاں دیں پیار کریں پھر دودھ نکالنے کے لئے پاس جائیں تو اس کی مرضی لات مار دے یا دودھ دے دے، دودھ نکالنے کے بعد خوب خوب تھپکیاں دیتے ہیں شاباش دیتے ہیں ہاتھ بھی پھیرتے ہیں بہت محبت کرتے ہیں اور اگر لات مار دی تو بھی ناراض نہیں ہوتے کہ چلئے تھوڑی دیر بعد نکال لیں گے بھینس کی لاتیں بھی کھاتے رہتے ہیں پھر بھی اسے خوب کھلاتے ہیں بلکہ لات مار دیتی ہے تو پھر اور زیادہ کھلاتے ہیں کہ ابھی یہ ناراض ہے روٹھی ہوئی ہے اسے راضی کیا جائے تاکہ دودھ نکالنے دے۔ مولویوں کو اگر سمجھتے بھینس خوب خوب کھلاتے پلاتے نہلاتے ان کے جوتے صاف کرتے خدمت کرتے پھر مولوی چاہے تو دودھ دے دے چاہے تو لات مار دے یعنی چاہے تو ملاقات کا وقت دے دے چاہے کہہ دے کہ میں فارغ نہیں ہوں وقت نہیں دے سکتا۔ بھینس سمجھتے تو اچھا تھا بکری سمجھتے ہیں کہ جب بھی جس وقت میں بھی پہنچیں مولوی کو تیار رہنا چاہئے فوراً خوش آمدید کہے ایک لمحہ بھی دیر کر دی تو بس وہ سیخ پا ہو جاتے ہیں کہ کیوں دیر کی ہم اتنی دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں ملاقات ہی نہیں کرتا ایسا

مغرور ہے۔

ایک بار دو مالدار میرے پاس آئے، ایک نے اپنے ساتھی کے بارے میں کہا کہ یہ کہتے ہیں علماء تو عوام سے ملاقات ہی نہیں کرتے اور خاص طور پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا نام لیا کہ ملاقات ہی نہیں کرتے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کا نظریہ غلط ہے وہ تو ملاقاتیں کرتے ہیں، بہت اچھی طرح پیش آتے ہیں چلیں میرے ساتھ میں آپ کو دکھاتا ہوں، کہتے ہیں کہ میں انہیں لے گیا وہاں پہنچ کر اپنی آمد کی اطلاع کروائی، حضرت مفتی صاحب کو باہر آنے میں تھوڑی سی دیر ہوگئی تھوڑی سی دیر تو یہ کہنے لگے دیکھیں میں نے نہیں کہا تھا کہ یہ مولوی لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ مولوی استنجاخانے میں ہو تو استنجاء بھی نہ کرے ویسے ہی چھوڑ کر نکل آئے، سو رہا ہو، نماز پڑھ رہا ہو، تلاوت کر رہا ہو، کھانا کھا رہا ہو کسی بھی حال میں ہو جیسے ہی کوئی مالدار شخص ملنے آئے اور اپنی آمد کی اطلاع دے کہ فلاں سیٹھ صاحب آئے ہیں تو لقمہ اندر کا اندر باہر کا باہر فوراً بھاگے ہاں ہاں صاحب تشریف لائیے، یہ ہے ان لوگوں کا نظریہ۔ حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی رعایت کرنے میں نرمی سے پیش آنے میں بہت مشہور ہیں اس کے باوجود ان کے بارے میں یہ خیال کہ دیکھیں میں نے نہیں کہا تھا کہ وہ نہیں ملتے، اس نالائق کا یہ خیال تھا کہ ادھر گھنٹی کا بٹن دبایا ادھر مفتی صاحب باہر۔ میں نے دونوں کو سمجھایا جو تجربہ کروانے لے گئے تھے انہیں بھی سمجھایا کہ آپ کی بھی غلطی ہے آپ نے یہ کیوں کہا کہ چلیں دیکھیں ملاقات کے لئے جلدی سے باہر تشریف لے آئیں گے، اس کی بجائے اپنے ساتھی کو سمجھاتے کہ دنیا میں کوئی بھی انسان ایسا بتا دیں کہ وہ ایسا فارغ ہو کبھی بھی اسے کوئی مشغولی ہوتی ہی نہ ہو جیسے ہی کوئی آواز دے تو فوراً بلا تاخیر حاضر ہو جائے، دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ مولوی کا وقت بے کار ہوتا ہے اور ان دنیاداروں کا وقت بہت قیمتی ہوتا ہے، اپنے وقت کو علماء کے وقت سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں، دنیائے مردار کے

کاموں کو اللہ کے دین کے کاموں سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں کہ ہم تو ہیں بہت مشغول اور مولوی فارغ ہیں۔

دنیا کے عاشق کا حال:

جب میں دار العلوم دیوبند سے پڑھ کر فارغ ہوا تو کچھ دنوں اپنی زمین پر رہا، خیر پور تھ ے قریب سلیم آباد میں ہماری زمینیں ہیں۔ شہر میں ایک تاجر لڑکا میرا ہم عمر تھا اور چونکہ نیک تھا اس لئے میری اس سے دوستی ہوگئی، جس دن اس کی دوکان کی چھٹی ہوتی تھی وہ میرے پاس آجاتا میں اسے گھوڑے کی سواری کرواتا، وہ شہر کا رہنے والا بیچارہ کیا جانے گھوڑا چلانا ابھی گرا ابھی گرا، بہر حال تھوڑا بہت جیسے چلا سکتا تھا ڈرتے ڈرتے کچھ گھڑ سواری کا مزا لے لیتا پھر میں اسے بنوٹ کے ہاتھ دکھاتا، لاٹھی اور تلوار کے جوہر دکھاتا، چاقو کے ہاتھ نہیں دکھا سکتا تھا اس لئے کہ وہ دکھانے کے لئے تو ضروری ہوتا ہے کہ مقابل میں کوئی ہو۔ مجھے کبھی شہر میں کچھ کام ہوتا تو میں ان کی دوکان پر بھی چلا جاتا تھا کیونکہ دوستی کا تعلق تھا، جب میں ان کی دوکان پر جاتا تو ان کی چھٹی کا وقت نہیں ہوتا تھا، میں ان کی دوکان پر جا کر کہتا السلام علیکم تو وہ سمجھتا آگیا ملک الموت اس لئے کہ یہ بات کرے گا تو میں گاہکوں کو کیسے نمٹاؤں گا تجارت کا نقصان ہو جائے گا، بہر حال دوستی تھی، پھر اسے گھوڑے پر سوار بھی ہونا تھا اپنی چھٹی کا دن میرے ساتھ گزارنا تھا تو ذرا سا متوجہ ہو کر آہا تشریف لایئے، سلام کا جواب دے کر وہ پھر گاہکوں سے مشغول، میں بیٹھا ہوں ایک طرف کرسی پر، ایک دو گاہکوں کو نمٹا کر پھر تھوڑا سا دیکھ کر ہاں خیریت ہے؟ اتنا سا کہہ کر پھر جلدی سے ادھر اپنے گاہکوں میں مشغول، پھر تھوڑی دیر بعد کسی لڑکے سے کہا کہ چائے لے آئیں، وہ چائے بھی اس لئے پلاتا تھا کہ جب تک میں چائے پیوں گا وہ گاہکوں میں مشغول رہے اس زمانے میں چائے کی پیالی غالباً دو آنے کی تھی، دو آنے مجھ پر خرچ کر کے

سینکڑوں کے نقصان سے بچ جاتے تھے اگر چائے نہ منگواتے تو گاہکوں کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہونا پڑتا کتنا نقصان ہو جاتا، چائے سے فارغ ہونے کے بعد میں پھر تھوڑی دیر بیٹھتا مگر وہ ویسے ہی گاہکوں سے مشغول رہتا پھر میں سوچتا یہ تو اپنی لیلی سے مشغول ہے اس میں خلل کیوں ڈالیں تو میں السلام علیکم کہہ کر اٹھنے لگتا تو کہتا اچھا اچھا تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ یہ دنیا کا عاشق ہے اور میں کہلاتا ہوں اللہ کے دین کا خادم، دنیا کا عاشق تو اپنے دوست کو یعنی مجھے ایک دو منٹ بھی دینے کو تیار نہیں چائے بھی اس لئے پلادی کہ دوست کے ساتھ مشغول ہو گیا تو تجارت کا نقصان ہو گا اور میں علم دین کا طالب کہلاتا ہوں میرا حال یہ ہے کہ جب یہ میرے پاس آجاتا ہے تو گھنٹوں اس کے ساتھ گزارتا ہوں کبھی گھوڑے کی سواری کروا رہا ہوں کبھی بنوٹ کے ہاتھ دکھا رہا ہوں۔ یہ قصہ میں علماء کو بتاتا رہتا ہوں کہ اس سے کچھ عبرت حاصل کریں کہ دنیا کا عاشق تو کسی مولوی کو ایک منٹ بھی دینے کو تیار نہیں اور مولوی کے پاس کوئی دنیا کا عاشق آجائے تو اس کے ساتھ بیٹھ کر وقت ضائع کرتے رہتے ہیں عبرت کی بات ہے یا نہیں۔

مکہ مکرمہ میں ہمارے ایک رشتہ دار کی گھڑیوں کی دوکان تھی میں ان سے ملنے ان کی دوکان پر نہیں گیا اس لئے کہ ان کی تجارت میں نقصان نہ ہو۔ کسی نے انہیں میرے بارے میں بتادیا کہ وہ آیا ہوا ہے آپ ملاقات کرلیں تو وہ جواب میں کہتے ہیں "سیزن ہے سیزن" وہاں کے تاجر حج کے ایام کو کمائی کا سیزن کہتے ہیں اس کا ایک ایک لمحہ ان کے ہاں کروڑوں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے، اس شخص نے مجھے بتایا کہ میں نے اسے آپ کے آنے کی اطلاع دی تو اس نے یہ جواب دیا۔

اور سنئے جب میں حج یا عمرہ کے لئے جاتا تھا تو وہاں رہنے والے تاجر میرے پاس آکر بیٹھ جاتے، میرا معمول یہ ہے کہ فرض کے بعد سنت اور نفل بہت اطمینان سے پڑھتا ہوں دوسروں کی بنسبت وقت زیادہ صرف ہوتا ہے خاص طور پر مغرب کے بعد تو

زیادہ دیر ہو جاتی ہے کیونکہ نفل زیادہ ہوتے ہیں، وہ تاجر پاس بیٹھے انتظار کرتے رہتے کہ جیسے یہ سلام پھیرے تو جلدی سے پکڑیں مجھے محسوس ہو جاتا کہ یہ پکڑنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میں سلام پھیرتے ہی فوراً اٹھ کر نیت باندھ لیتا وہ پھر منتظر کہ اب جیسے ہی سلام پھیرے گا فوراً پکڑلیں گے ہشیار ہو کر بیٹھ جاتے اور دوسری بار اٹھنے سے پہلے فوراً پکڑ لیتے السلام علیکم! میں مصافحہ کرتا پھر اٹھ کر دو رکعت کی نیت باندھ لیتا اس کے بعد دعاء لمبی مانگا کرتا ہوں، یہاں مجاہدین کے بڑے بڑے حضرات آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دعاء فرمائیں ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعاء کریں، میں انہیں سمجھایا کرتا ہوں کہ اگر میں نے دعاء کے لئے ہاتھ اٹھا لئے تو آپ لوگ بیٹھے بیٹھے تھک جائیں گے کیونکہ اتنے بڑے دربار میں ہاتھ اٹھا کر جلدی سے چھوڑ دوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا مجھے اس سے شرم آتی ہے اس لئے میں ایسے ہی دعاء کرتا ہوں اور کرتا رہتا ہوں آپ لوگوں کی درخواست کے بغیر بھی میرا دل خودکار طریقے پر مجاہدین کے لئے دعاء میں مشغول رہتا ہے۔ حرمین شریفین میں تو دعاء اور بھی زیادہ لمبی ہوتی ہے میں دعاء میں مشغول ہوں اور وہ انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں پھر جیسے ہی دعاء ختم ہوئی تو وہ ایک دم جھپٹ جاتے ہیں میں انہیں سمجھاتا ہوں کہ آپ مجھ سے ملنے آئے ہیں میں تو آپ سے ملنے نہیں آیا نہ ہی میں نے آپ کو بلوایا ہے آپ لوگ مجھے کام کیوں نہیں کرنے دیتے ذرا اطمینان سے بیٹھے رہئے میں نماز اور دعاء وغیرہ سے فارغ ہو جاؤں تو مختصراً ایک دوسرے کی خیرت وغیرہ پوچھ لیں گے، ویسے فرصت تو اتنی بھی نہیں ہوتی جس مقصد کے لئے آئے ہیں وہ پورا ہونا چاہئے لوگ وہاں بیٹھ کر بھی دنیا کی باتیں کرتے رہتے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ تھوڑا سا انتظار کر لیا کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں دوکان کھولنی ہے۔ ارے اللہ کے بندے! تجھے دوکان کھولنی ہے تو کیا میں تیری دوکان کی خاطر اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر تیری طرف متوجہ ہو جاؤں؟ اگر مجھ سے ملاقات کا شوق ہے تو تھوڑی دیر کے لئے دوکان بند رہنے دو۔

اس پر بات چل رہی ہے کہ یہ مالدار لوگ اپنے کاموں کو دنیائے مردار کے کاموں کو اللہ کے کاموں سے زیادہ وقت اور اہمیت دیتے ہیں اس لئے ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم تو ہیں بہت مشغول اور یہ لوگ بیٹھے ہیں فارغ لہٰذا ہم جب بھی ان کے پاس جایا کریں تو یہ ہمیں زیادہ سے زیادہ وقت دیا کریں۔ دنیا کے کاموں میں دیکھیں مثلاً اگر ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں تو پہلے وقت لینے کے لئے کتنی محنت کرتے ہیں فلاں تاریخ میں فلاں وقت میں آئیں پھر وہاں جاکر گھنٹوں گھنٹوں انتظار کرتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ڈاکٹر نہیں آتا تو پھر نئے سرے سے وقت لینا پڑتا ہے پھر ڈاکٹر دیکھ کر کہہ دیتا ہے کہ ایک ہفتہ بعد آکر پھر دکھائیں، اسے بہت بڑی بڑی فیسیں بھی اداء کرتے ہیں، بہت زیادہ وقت بھی صرف کرتے ہیں، بہت محنت بھی کرتے ہیں پھر بھی جھک جھک کر ڈاکٹر کا شکریہ اداء کرتے ہیں۔ دنیا کے سب دھندوں کا یہی حال ہے، مختلف دفاتر کے باہر گھنٹوں گھنٹوں قطاریں لگا کر کھڑے رہتے ہیں، پھر جب کام ہو جاتا ہے تو کہتے شکریہ صاحب شکریہ، دنیا کے کاموں میں تو یہ طریقہ ہے اور دین کے کاموں میں ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی لوگ تو بے کار بیٹھے ہوئے ہیں ہم جب چاہیں اور جتنا وقت چاہیں ان کے پاس بیٹھے رہیں۔

جواہر خمسہ:

ایک صاحب بہت نیک ہیں، دین کا جذبہ ابل رہا ہے، جس طرح تبلیغی بھائیوں میں دینی جذبات بہت ابلتے ہیں، کسی کے پیچھے پڑ جائیں تو جان چھڑانا مشکل۔ ایسے ہی وہ صاحب ہیں کہ دینی جذبات بہت زیادہ رکھتے ہیں، سینکڑوں افراد کو ڈاڑھیاں رکھوا دیں، تاجر ہیں، سارا دن بازار میں گزرتا ہے، ڈاڑھی اور پردہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ بہت عجیب عجیب مثالیں ان کے دل میں ڈالتے ہیں، تعجب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان پر کیسی رحمت ہے۔ فون پر مجھ سے بات کرتے ہیں تو مسئلہ تو کبھی کبھار ہی پوچھتے ہیں، اپنے

زیادہ دیر ہو جاتی ہے کیونکہ نفل زیادہ ہوتے ہیں، وہ تاجر پاس بیٹھے انتظار کرتے رہتے کہ جیسے یہ سلام پھیرے تو جلدی سے پکڑیں مجھے محسوس ہو جاتا کہ یہ پکڑنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میں سلام پھیرتے ہی فوراً اٹھ کر نیت باندھ لیتا وہ پھر منتظر کہ اب جیسے ہی سلام پھیرے گا فوراً پکڑلیں گے ہشیار ہو کر بیٹھ جاتے اور دوسری بار اٹھنے سے پہلے فوراً پکڑ لیتے السلام علیکم! میں مصافحہ کرتا پھر اٹھ کر دو رکعت کی نیت باندھ لیتا اس کے بعد دعاء لمبی مانگا کرتا ہوں، یہاں مجاہدین کے بڑے بڑے حضرات آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دعاء فرمائیں ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعاء کریں، میں انہیں سمجھایا کرتا ہوں کہ اگر میں نے دعاء کے لئے ہاتھ اٹھالئے تو آپ لوگ بیٹھے بیٹھے تھک جائیں گے کیونکہ اتنے بڑے دربار میں ہاتھ اٹھا کر جلدی سے چھوڑ دوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا مجھے اس سے شرم آتی ہے اس لئے میں ایسے ہی دعاء کرتا ہوں اور کرتا رہتا ہوں آپ لوگوں کی درخواست کے بغیر بھی میرا دل خود کار طریقے پر مجاہدین کے لئے دعاء میں مشغول رہتا ہے۔ حرمین شریفین میں تو دعاء اور بھی زیادہ لمبی ہوتی ہے میں دعاء میں مشغول ہوں اور وہ انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں پھر جیسے ہی دعاء ختم ہوئی تو وہ ایک دم جھپٹ جاتے ہیں میں انہیں سمجھاتا ہوں کہ آپ مجھ سے ملنے آئے ہیں میں تو آپ سے ملنے نہیں آیا نہ ہی میں نے آپ کو بلوایا ہے آپ لوگ مجھے کام کیوں نہیں کرنے دیتے ذرا اطمینان سے بیٹھے رہئے میں نماز اور دعاء وغیرہ سے فارغ ہو جاؤں تو مختصراً ایک دوسرے کی خیرت وغیرہ پوچھ لیں گے، ویسے فرصت تو اتنی بھی نہیں ہوتی جس مقصد کے لئے آئے ہیں وہ پورا ہونا چاہئے لوگ وہاں بیٹھ کر بھی دنیا کی باتیں کرتے رہتے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ تھوڑا سا انتظار کر لیا کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں دوکان کھولنی ہے۔ ارے اللہ کے بندے! تجھے دوکان کھولنی ہے تو کیا میں تیری دوکان کی خاطر اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر تیری طرف متوجہ ہو جاؤں؟ اگر مجھ سے ملاقات کا شوق ہے تو تھوڑی دیر کے لئے دوکان بند رہنے دو۔

اس پر بات چل رہی ہے کہ یہ مالدار لوگ اپنے کاموں کو دنیائے مردار کے کاموں کو اللہ کے کاموں سے زیادہ وقت اور اہمیت دیتے ہیں اس لئے ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم تو ہیں بہت مشغول اور یہ لوگ بیٹھے ہیں فارغ لہٰذا ہم جب بھی ان کے پاس جایا کریں تو یہ ہمیں زیادہ سے زیادہ وقت دیا کریں۔ دنیا کے کاموں میں دیکھیں مثلاً اگر ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں تو پہلے وقت لینے کے لئے کتنی محنت کرتے ہیں فلاں تاریخ میں فلاں وقت میں آئیں پھر وہاں جاکر گھنٹوں گھنٹوں انتظار کرتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ڈاکٹر نہیں آتا تو پھر نئے سرے سے وقت لینا پڑتا ہے پھر ڈاکٹر دیکھ کر کہہ دیتا ہے کہ ایک ہفتہ بعد آکر پھر دکھائیں، اسے بہت بڑی بڑی فیسیں بھی اداء کرتے ہیں، بہت زیادہ وقت بھی صرف کرتے ہیں، بہت محنت بھی کرتے ہیں پھر بھی جھک جھک کر ڈاکٹر کا شکریہ اداء کرتے ہیں۔ دنیا کے سب دھندوں کا یہی حال ہے، مختلف دفاتر کے باہر گھنٹوں گھنٹوں قطاریں لگاکر کھڑے رہتے ہیں، پھر جب کام ہوجاتا ہے تو کہتے شکریہ صاحب شکریہ، دنیا کے کاموں میں تو یہ طریقہ ہے اور دین کے کاموں میں ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی لوگ تو بے کار بیٹھے ہوئے ہیں ہم جب چاہیں اور جتنا وقت چاہیں ان کے پاس بیٹھے رہیں۔

جواہر خمسہ:

ایک صاحب بہت نیک ہیں، دین کا جذبہ ابل رہا ہے، جس طرح تبلیغی بھائیوں میں دینی جذبات بہت ابلتے ہیں، کسی کے پیچھے پڑجائیں تو جان چھڑانا مشکل۔ ایسے ہی وہ صاحب ہیں کہ دینی جذبات بہت زیادہ رکھتے ہیں، سینکڑوں افراد کو ڈاڑھیاں رکھوادیں، تاجر ہیں، سارا دن بازار میں گزرتا ہے، ڈاڑھی اور پردہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ بہت عجیب عجیب مثالیں ان کے دل میں ڈالتے ہیں، تعجب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان پر کیسی رحمت ہے۔ فون پر مجھ سے بات کرتے ہیں تو مسئلہ تو کبھی کبھار ہی پوچھتے ہیں، اپنے

جذبات کی تصدیق کراتے ہیں۔ اس میں میری کوئی غلطی تو نہیں اور مجھ سے شاباش لیتے رہتے ہیں۔

ڈاڑھی کے بارے میں فلاں مثال دیکر سمجھایا، پردہ کے بارے میں فلاں مثال دے کر سمجھایا، مکمل دیندار بننے کے بارے میں فلاں مثال دیکر سمجھایا، سینکڑوں خواتین کو پردہ کروادیا اور خوانین کی ڈاڑھیاں رکھوادیں۔

یہ ہے ان کی دینی صلاحیت، آگے جو قصہ بتاؤں گا اس میں اس کا دخل ہے، اس لئے پہلے یہ تمہید باندھی۔

وہ مجھے ذاتی طور پر بھی گراں قدر ہدایا دیتے رہتے ہیں اور خدمات دینیہ میں بھی کافی مالی تعاون کرتے رہتے ہیں۔

ایک بار انہوں نے دینی خدمات کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے دئے، سوا لاکھ تو تقریبًا یوں کہنا چاہئے کہ ایک ساتھ ہی دیئے اور اس سے پہلے پچیس ہزار تقریبًا ایک ماہ میں مختلف اوقات میں دیئے۔ اس طرح ڈیڑھ لاکھ پہنچانے کے بعد واپس جاکر فون پر کہنے لگے:

> ”میں آپ سے اپنے احوال کی تصدیقات تو کرواتا ہی رہتا ہوں، اب خاص طور پر حج کے لئے جارہا ہوں، اور جذبات ابھر رہے ہیں، جب سے حج کا ارادہ کیا ہے یوں دعاء ہوتی ہے، یوں ہوتی ہے، اور وہاں جاکر یہ دعاء مانگوں گا، یہ مانگوں گا، سب دعاؤں کا حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ دیندار بنالیں، اپنا بنالیں، فکر آخرت پیدا فرمادیں، دنیاداروں جیسی دعائیں نہیں۔
>
> دو چار دن میں حج کے لئے جارہا ہوں، آپ مجھے آدھا گھنٹا دے دیں، اپنے جذبات سناؤں گا، حالات بتاؤں گا، بس آپ سے تصدیق کروانا چاہتا ہوں آپ کے سوا اور کہیں مجھے تسلی نہیں ہوتی۔“

میں نے سوچا کہ اگر میں فون پر وقت دینے سے انکار کرتا ہوں تو بات ان کی سمجھ

میں نہیں آئے گی، روبرو بلاکر سمجھاؤں تو امید ہے کہ دو تین منٹ میں سمجھ جائیں گے، اس لئے میں نے ملاقات کی اجازت دیدی۔

جو شخص دیندار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہشیار بھی بہت کر دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله﴾ (ترمذی)

"مؤمن کی فراست سے بچو، اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

خود ہی سوچ کر کہنے لگے:

"آپ کا وقت تو فارغ ہوتا نہیں، مگر جمعرات کے دن عصر کے بعد آپ بیان نہیں فرماتے تو اس وقت آدھا گھنٹا مجھے دے دیں۔"

حالانکہ وہ وقت بھی فارغ تو نہیں ہوتا، جمعرات کا تو مجھے انتظار رہتا ہے کہ کئی کام جمع ہوئے ہوتے ہیں، جمعرات کو ادھر سے چھٹی ہوگی تو ادھر دوسرے کام نمٹاؤں گا، وہ وقت تو بہت اہم ہوتا ہے، لیکن میرے دل میں یہ بات تو تھی ہی:

"تین چار منٹ میں انہیں نمٹادوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ آدھا گھنٹا تین چار منٹ میں سمودوں گا۔"

اس لئے میں نے کہا:

"ٹھیک ہے آپ جمعرات کو ہی آجائیں۔"

انہیں پہنچنے میں ذرا سی دیر ہوگئی، ان سے پہلے دو عالم پہنچ گئے۔

علماء و مشائخ اور مجاہدین کے لئے میرے ہاں وقت کی کوئی پابندی نہیں، نہ تو وقت کی یوں پابندی کہ فلاں وقت میں آئیں فلاں میں نہ آئیں اور نہ یوں پابندی کہ اتنے منٹ دوں گا اتنے نہیں دوں گا، چوبیس گھنٹے دروازہ کھلا ہے، جب چاہیں تشریف لے

آئیں۔

یہ الگ بات ہے کہ وہ تشریف لانے سے قبل خود ہی راحت و سہولت کا وقت دریافت فرمالیتے ہیں انہیں ایسا وقت بتاتا ہوں جس میں ان سے بات ہو تو طیب خاطر، شرح صدر اور مسرتوں کے ساتھ ہو۔

میرے کمرے میں ڈسپلے لگا ہوا ہے، جس میں جہاد، ترک منکرات اور مسلمانوں کو آپس میں اتفاق کی تبلیغ ہے اس کے شروع میں ہے:

﴿اهلا و سهلا و مرحبا بالضيوف الكرام﴾

محترم مہمانوں کے لئے اهلا و سهلا و مرحبا، خوش آمدید، سب زبانوں میں لکھا ہوا ہے، شاید کسی کو اشکال ہو کہ کسی کو وقت تو ایک منٹ بھی نہیں دیتا صرف دکھانے کے لئے لگا رکھا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں "بالضیوف الکرام" کے الفاظ ہیں، مکرم، محترم مہمان کون ہوتے ہیں؟ علماء و مشائخ اور مجاہدین، ان کے لئے ہر وقت دروازہ کھلا ہے، خواہ یہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

یہاں جو علماء تشریف رکھتے ہیں وہ بھی اور دوسرے حضرات بھی اس بات کو خوب یاد رکھیں، لوگوں نے یہاں پر پابندی کی بہت تشہیر کر رکھی ہے، لوگ جو بات اڑا دیتے ہیں، پھر کچھ نہ پوچھئے، بلا تحقیق ہی اس پر اعتماد کر لیا جاتا ہے۔

ایک بہت بڑے عالم تشریف لائے مجھ سے فرمانے لگے:

"سنا ہے کہ آپ نے فون کے اوقات متعین کر رکھے ہیں، دوسرے اوقات میں آپ فون پر بات نہیں کرتے۔"

میں نے کہا:

"وہ تو عوام کے لئے ہے، علماء کے لئے تو کوئی پابندی نہیں، آپ نے بھی

تجربہ کیا کہ آپ نے فون کیا ہو اور اس طرف سے انکار ہوا ہو۔"

علماء کے لئے نہ فون پر پابندی، نہ بالمشافہہ بات پر پابندی، ان کے لئے دروازے کھلے ہیں، دارالافتاء کے دروازے بھی کھلے ہیں اور دل کے دروازے بھی کھلے ہیں، جب چاہیں تشریف لائیں، کوئی تجربہ تو کرے۔

دو عالم ان سے پہلے تشریف لے آئے، جو بڑے بھی نہیں برابر کے بھی نہیں، نہ ہی کوئی کام تھا، چھوٹے اور محض عقیدت و محبت سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔

ان صاحب کے آنے کی اطلاع ملی تو میں نے سوچا کہ ان علماء کو کیسے اٹھاؤں؟ یہ تو دین کے ستون ہیں، ان سے کیسے کہوں کہ اب آپ تشریف لے جائیں۔

میں نے انہیں کہلا دیا کہ اس وقت تو علماء کرام تشریف لے آئے ہیں اس لئے کبھی دوسرے وقت میں آجائیں، انہوں نے خود ہی کہہ دیا کہ بہت اچھا کل جمعہ کے دن مغرب کے بعد، میں نے کہا ٹھیک ہے۔

ایک بات یہاں ذہن میں رہے کہ ایک عالم کی قدر ڈیڑھ لاکھ تو کجا ڈیڑھ کروڑ بلکہ اربوں کھربوں سے بھی زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے علم کی قدر و منزلت اتنی بڑھائی اتنی بڑھائی کہ بے حد و حساب، اور اسے اسقدر بڑھا کر میرے دل میں بھی اتار دیا ہے۔

وہ واپس چلے گئے، دوسرے دن مغرب کے بعد تشریف لے آئے،

میں بار بار ڈیڑھ لاکھ کا تذکرہ کروں گا مگر مزا لینے کے لئے نہیں، ایک تو اعادہ ہوتا ہے مزا لینے کے لئے ؂

اجد الملامة فی هواک لذیذة
حبا لذکرک فلیلمنی اللوم

اس کا اعادہ اس لئے کروں گا تاکہ آپ حضرات کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ علم دین کی کسی خدمت پر صرف ہونے والا ایک لمحہ ڈیڑھ لاکھ تو کیا کروڑوں سے بھی

زیادہ قیمتی ہے، لمحہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے بار بار ذکر کروں گا۔

وہ صاحب پہنچ گئے اور آتے ہی کہنا شروع کر دیا:

"آدھا گھنٹا میں ضرور لوں گا۔"

میں نے کہا ٹھیک ہے، پہلے میری دو تین باتیں سن لیں، نمبر لگانے کی میری عادت تو ہے ہی، نمبر اس لئے لگاتا ہوں کہ یاد رکھنا آسان ہو، میں نے پانچ نمبر لگا دیئے:

❶ میرے وقت کے ایک ایک منٹ بلکہ ایک ایک لمحہ سے پوری دنیا استفادہ کر رہی ہے، پوری دنیا سے یہ مقصد نہیں کہ ہر ہر فرد، مقصد ہے دنیا کا ہر علاقہ، جہاں تک میرا خیال ہے اللہ تعالیٰ یہ باتیں ہر علاقے میں پہنچا رہے ہیں، مواعظ کے کتابچے، معلوم ہوا ہے کہ بارہ زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں، کیسٹیں اور ان سے بھی زیادہ فتاویٰ کی کتاب "احسن الفتاویٰ" دنیا کے کونے کونے میں اللہ تعالیٰ نے پہنچا دی ہے، (یہ حالات جہاد کے علمبردار اخبار "ضرب مؤمن" کے اجراء سے پہلے کے ہیں، بحمد اللہ تعالیٰ اب تو جہاد کی برکت سے "ضرب مؤمن" کا ڈنکا پوری دنیا میں ایسا بج رہا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ جامع) پھر یہ خدمات اس زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اشاعت میں لمحہ بہ لمحہ جو ترقی عطاء فرما رہے ہیں، اس کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان خدمات کو قیامت تک ہمارے لئے، ہمارے اکابر کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں گے۔

جس منٹ میں صرف موجودہ پوری دنیا ہی کا نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی پوری دنیا کا حق ہے، ان سب سے چھین کر ایک شخص کو دے دوں تو یہ حق تلفی اور ظلم ہوگا۔

❷ کسی ایک شخص کو الگ سے ایک منٹ دے دوں تو دوسرا کہے گا مجھے بھی دیں، تیسرا کہے گا مجھے بھی دیں، منٹ مانگنے والے اتنے ہیں کہ اتنے میرے جسم پر بال بھی نہیں، اگر سب نے مجھے تقسیم کرنا شروع کر دیا تو میری ایک ایک بوٹی بلکہ ایک ایک بال نوچ کر لے جائیں گے پھر بھی سب کی خواہش پوری نہ ہوگی۔ اتنے منٹ کہاں سے لاؤں؟

اس بارے میں کہتا بھی رہتا ہوں:

> ”جس کے پاس کوئی چیز ہے ہی نہیں، اس سے وہ چیز مانگنا کیا ظلم نہیں؟ کتنا بڑا ظلم ہے، ارے منٹ ہو تو دوں، ہے ہی نہیں تو کہاں سے دوں؟ کہاں سے پیدا کروں؟“

❸ دینی کاموں میں مالی تعاون کرنے والے کو ایک منٹ دے دیا تو یہ مظنہ تہمت ہے، دوسرے لوگ سمجھیں گے کہ جو مالی تعاون کرتا ہے اسے تو وقت مل جاتا ہے اور جو مالی تعاون نہیں کرتا اسے وقت نہیں دیا جاتا۔ اس سے لوگوں کے دین کو نقصان پہنچے گا۔ وہ کہنے لگیں گے:

> ”یہ علماء دوسروں کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں، دوسروں کو بنانے کے دعوے کرتے رہتے ہیں، مگر حال یہ ہے کہ جو پیسے دیدے اسے فوراً وقت دیدیتے ہیں اور جو پیسا نہیں دیتا اسے وقت نہیں دیتے۔“

علماء سے بدگمانی عوام کے دین کی تباہی ہے۔

❹ جس نے مالی تعاون کیا اسے دوسروں سے الگ اگر ایک ہی منٹ دیدیا تو نفس وشیطان اسے تباہ کرنے کے لئے اس کے دل میں یہ فساد ڈالیں گے:

> ”دیکھو تم نے پیسے دیئے ہیں اس لئے تیری رعایت کی جارہی ہے، تجھے وقت مل گیا۔“

پیسے دینے کا ثواب کیا ہوگا؟ جس کے دل میں یہ خیال آیا وہ تو تباہ ہوگیا، اس کا دین برباد ہوگیا۔ مالی مدد کرنے والوں کو اپنا احسان سمجھنے کی بجائے ممنون رہنا چاہئے کہ ہمارا مال ٹھکانے لگا دیا۔

❺ یہ نمبر بڑا عجیب ہے۔ دل کی صلاحیت کا معیار کیا ہے؟ مذکورہ چار نمبر جس کی سمجھ میں آگئے یہ اس کی علامت ہے کہ اس کے دل میں صلاحیت ہے اور اگر یہ چار نمبر تفصیل

سے سمجھانے کے باوجود اس کی سمجھ میں نہیں آرہے تو معلوم ہوا کہ دل میں صلاحیت نہیں، دل میں فساد ہے، اس میں کوئی عقل وفہم ہے ہی نہیں۔ بدفہم اور بے عقل ہے۔

یہ پانچ نمبر انہیں بتاکر رخصت کردیا "جواہر خمسہ" دے دیئے۔ ایک ایک جوہر کروڑوں سے زیادہ قیمتی، چند منٹوں میں انہیں دے دیئے اور وہ چلے گئے۔

اس کے بعد ایک بات اور بتادوں، وہ یہ کہ میں دنیا کا کوئی دھندا نہیں کرتا، کہیں آتا جاتا بھی نہیں، حتیٰ کہ جو شخص بھی کہیں سے بھی کتنی بھی رقم لے کر آتا ہے خواہ وہ میری ذاتی تجارت کی رقم ہو یا دینی کاموں کے لئے دینا چاہے، دل یہ چاہتا ہے کہ بیرونی دروازے پر ہی یا دارالافتاء میں کسی کو پکڑا کر بھاگ جائے، میرے کمرے میں نہ آئے، مجھ سے وقت نہ لے، خواہ لاکھوں روپے دینا چاہتا ہو۔

وقت کی اتنی حفاظت کیوں کرتا ہوں؟ آپ ہی حضرات کے لئے تو کرتا ہوں۔ میرا ذاتی کام تو نہیں ہوتا، راحت وآرام بھی ضرورت سے زیادہ نہیں کرتا، دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے کام کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ پوری دنیا کے لئے کام لے رہے ہیں، اپنی رحمت سے قبول فرمائیں۔ یہ تو ہوگئی بڑی عمومی خدمت، رات دن اسی میں گزرتے ہیں۔

اگر کسی کا کوئی خصوصی مسئلہ ہو تو اس میں بھی تنگی اور بخل نہیں کرتا، البتہ صحیح طریقہ اور نظم وضبط سے کام کرتا ہوں، اس کے لئے کئی دروازے کھلے ہیں۔

① صبح ایک گھنٹا فون پر۔

② دوپہر کو آدھا گھنٹا دارالافتاء میں۔

③ عصر کا بیان ختم ہونے کے بعد۔

بیان تقریباً آدھا گھنٹا ہوتا ہے، پھر مغرب کی نماز تک تقریباً پون گھنٹا تو ہوتا ہی ہے۔

④ رات کو آدھا گھنٹا فون پر۔

⑤ دوسرے حضرات علماء کرام یہاں موجود رہتے ہیں، یہ علماء بھی ہیں، مشائخ بھی ہیں، جو چاہیں ان سے پوچھ سکتے ہیں۔

⑥ ڈاک سے پوچھ سکتے ہیں۔

⑦ دستی ڈاک سے پوچھ سکتے ہیں۔

⑧ ان صورتوں کے علاوہ واقعۃً کوئی ضرورت دینیہ ہو تو منٹ کیا گھنٹے بھی دے دیتا ہوں، مگر کوئی مالی تعاون کے زعم پر مجھ سے ایک لمحہ بھی کروڑوں کے عوض بھی نہیں خرید سکتا۔

سارا وقت آپ ہی لوگوں کی خدمت میں گذر رہا ہے، میں کوئی اپنی دنیا تو نہیں بنا رہا، پھر کسی کو کوئی خصوصی کام ہو تو اس کے لئے آٹھ دروازے کھلے ہیں، جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن کا راستہ دکھانے کے لئے آٹھ دروازے کھلے ہیں، پھر بھی اگر کوئی وقت نہ دینے کی شکایت کرتا ہے تو اس کی بدفہمی کا کیا علاج؟ اللہ تعالیٰ سب کو فہم دین عطاء فرمائیں۔

پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں؟:

ایک قصہ اور بتادوں خیرپور میں جو میری زیر کاشت زرعی زمین تھی اس میں سے کچھ زمین محکمہ این، ایل، سی والوں نے زبردستی لے لی، میرے بھائی نے مجھے خط اور ٹیلیفون کے ذریعہ تاکید کی کہ آپ زمین دینے پر ہرگز راضی نہ ہوں ہم سب مل کر محکمہ پر مقدمہ کریں گے۔ میرے ایک بھتیجے نے بھی مجھ سے کہا کہ میں نے فوجی میجر سے کہہ دیا ہے کہ ہم آخر دم تک مقدمہ لڑیں گے اور کسی صورت میں بھی زمین نہیں دیں گے۔ لیکن میں نے میجر کو خط لکھا کہ یہ زمین میری ضرورت سے زائد نہیں اس لئے آپ یہ آباد زمین نہ لیں، اس کی بجائے میری بنجر زمین لے لیں، مع ہذا اگر آپ کو یہی زمین لینے پر اصرار ہے تو میں نہ دنیا میں کوئی دفاع کروں گا اور نہ ہی آخرت میں انتقام لوں گا۔

میرا خط پڑھ کر میجر نے بہت عقیدت اور شوق زیارت کا اظہار کیا اور لکھا کہ زمین کے معاملے میں میرا کوئی اختیار نہیں مجھے تو حکومت نے قبضہ لینے کا حکم دیا ہے اس لئے میں مجبور ہوں۔ پھر زمین کی رقم وصول کرنے کے لئے محکمہ والوں نے مجھے بلوایا کہ خود آکر رقم لیں اس کے لئے مختار نامہ قبول نہیں کیا جائے گا یہ ہمارا قانون ہے۔ میں نے انہیں لکھا کہ میں ایسا بے وقوف نہیں کہ پچاس ہزار (معاوضہ کی رقم اتنی تھی) کی خاطر پانچ سو کلومیٹر کا سفر کروں اور پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں، دین کی ادنی سے ادنی خدمت بھی کروڑوں سے زیادہ قیمتی ہے، میں رقم وصول کرنے کے لئے دینی کام چھوڑ کر نہیں آسکتا۔ اس کے باوجود محکمہ کی طرف سے بار بار یہی پیغام دیا گیا مگر میں نے یہی کہا کہ اگر محکمہ بذریعہ مختار نامہ رقم نہیں دیتا تو میں معاف کردوں گا اس مقصد کے لئے سفر نہیں کروں گا۔ بالآخر محکمہ نے مختار نامہ قبول کرلیا اور رقم دے دی۔

یہاں تو عجیب سے عجیب تر قصے پیش آتے رہتے ہیں اور بار بار پیش آتے ہیں ابھی دو چار روز کی ہی بات ہے کہ یہاں دار الافتاء میں کسی کا منی آرڈر آگیا اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ رقم مد زکوٰۃ سے ہے اسے مصرف پر لگادیں۔ مفتی عبد الرحیم صاحب نے یہ الفاظ پڑھ کر منی آرڈر واپس کردیا اس لئے کہ اتنا لکھ دینا کافی تھا کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے آگے یہ کیوں لکھا کہ اس کو مصرف پر لگائیں معلوم ہوا کہ جسے دے رہے ہیں اس پر اعتماد نہیں، بھیجنے والے کو خطرہ ہے کہ خود کھا جائے گا اسی لئے اس کو تلقین کررہا ہے کہ اس کے مصرف پر لگائیں، جسے ہم پر اعتماد نہیں اس کی رقم کیوں قبول کی جائے اس لئے واپس کردی، بعد میں مجھے سارا قصہ بتایا تو میں نے خوب شاباش دی۔

کسی سے فون پر بات ہو رہی تھی جہاد کی طرف توجہ دلانے کی غرض سے میں نے انہیں اپنی اہلیہ کے بارے میں بتایا کہ بحمد اللہ تعالیٰ انہوں نے اپنے کل ترکے کی ایک تہائی جہاد میں لگانے کی وصیت لکھ دی ہے اس کے علاوہ ان کا ذاتی مکان ہے جو انہوں

نے مفت میں دار الافتاء والارشاد کے استعمال کے لئے دے رکھا ہے۔ میری یہ بات سن کر وہ شخص کہنے لگے کہ کیسے نہ ہو آخر وہ آپ کی صحبت یافتہ ہیں پھر کیسے ان پر یہ اثر نہ پڑے۔

مفتی عبدالرحیم صاحب بھی تو عرصے سے ساتھ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان میں بھی وہی استغناء رکھ دیا ہے۔

مسقط کے ایک تاجر کا قصہ:

ایک بہت بڑے عالم جو ایک بہت بڑے جامعہ میں بہت اونچے درجہ کے استاذ ہیں۔ ایک بار دار الافتاء میں آئے، چونکہ چندہ کے بارے میں مجھ سے بات کرنے کی تو کسی کو ہمت ہی نہیں ہوتی اس لئے انہوں نے مفتی عبدالرحیم صاحب سے بات کی کہ مسقط کے ایک بہت بڑے تاجر نے بہت بڑی رقم میری معرفت (حضرت اقدس کو) بھیجی ہے، چونکہ میں درمیان میں واسطہ ہوں اس لئے رقم وصول ہونے کی کوئی رسید دے دیں تاکہ انہیں اطمینان ہو جائے کہ رقم پہنچ گئی۔ مفتی عبدالرحیم صاحب نے مجھ سے ذکر کیا تو میں نے کہا کہ رسید کی بات تو بعد کی ہے پہلی بات تو یہ کہ جنہوں نے یہ رقم بھیجی ہے وہ رقم لے کر خود یہاں آئیں، یہاں باہر دروازے پر عملہ ان کی تلاشی لے گا پھر اگر انہیں اندر آنے کی اجازت مل گئی تو میں ان کی نبض دیکھوں گا اگر صحیح ہوئی تو رقم قبول کروں گا ورنہ نہیں۔ دوسرے درجہ میں اگر وہ یہاں کسی عذر سے نہیں پہنچ سکتے تو براہ راست فون پر مجھ سے بات کریں، میں فون پر بھی نبض دیکھ لیا کرتا ہوں کہ ان کی رقم قبول کی جائے یا نہیں۔

لندن کے وفد کی رگڑائی:

ایک بار مفتی عبدالرحیم صاحب نے مجھ سے کہا کہ لندن سے ایک وفد جہاد میں

تعاون کی غرض سے آیا ہے صرف چند منٹ کے لئے (حضرت سے) ملاقات کرنا چاہتے ہیں، میں نے انہیں اپنے کمرے میں بلالیا، انہوں نے بتایا کہ وہاں لندن میں مولانا جلال الدین صاحب حقانی تشریف لائے تھے انہوں نے لوگوں کو جہاد میں خرچ کرنے کی ترغیب دی تو ہم سب تاجروں نے مل کر اس پر غور کیا کہ اپنی رقم کسے دیں تو سب نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ آپ کے ذریعہ سے یہ رقم جہاد میں لگائی جائے اس کے بعد انہوں نے نوٹوں کی بہت موٹی سی گڈی نکال کر میری طرف بڑھائی مفتی عبدالرحیم صاحب قریب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ انہیں دے دیں، کسی بڑے کے ہاتھ میں رقم دینے کا مقصد عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ یہ اس رقم کو الٹ پلٹ کر دیکھیں گے، خوش ہوں گے، آؤ بھگت کریں گے۔ لیکن میں نے ہاتھ میں لینا تو درکنار توجہ سے دیکھا بھی نہیں، رقم دینے کے بعد انہوں نے کہا کہ لندن میں ہر سال پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور دوسرے کئی ملکوں سے لوگ آتے ہیں اور کروڑوں روپے چندہ جمع کرکے لے جاتے ہیں اگر آپ بھی اپنا کوئی نمایندہ متعیّن فرما دیں تو اچھا خاصا چندہ جمع ہو جایا کرے گا۔ ان کی یہ بات سنتے ہی مجھے جوش آگیا، رگ حمیت پھڑک اٹھی اور بہت ہی جوش سے میں نے ان سے کہا کہ آپ چندہ مانگنے کی بات کر رہے ہیں، آپ جو اس وقت یہاں میرے سامنے آرام سے بیٹھے ہیں اس کی دو وجوہ ہیں:

❶ مفتی عبدالرحیم صاحب نے آپ کی سفارش کی ہے۔

❷ آپ جہاد میں تعاون کی غرض سے آئے ہیں۔

ان وجوہ کی بناء پر آپ یہاں میرے پاس پہنچ گئے ورنہ باہر کہیں ہوتے۔

جب وہ میرے کمرے سے چلے گئے تو مفتی عبدالرحیم صاحب نے سوچا کہ ان پر مصالحہ کچھ زیادہ لگ گیا ہے اس لئے ان کی کچھ دل جوئی کر دینا چاہئے، اس لئے ان سے کہا کہ آپ بیٹھیں میں چائے منگواتا ہوں، یہ کہہ کر مفتی صاحب کسی دوسرے کام

میں مشغول ہوگئے اور چائے کی بات بھول ہی گئے، وہ لوگ کچھ دیر تک تو بیٹھے رہے اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اچھا اب ہم چلتے ہیں، مفتی عبدالرحیم صاحب نے کہا ٹھیک ہے، وہ چلے گئے۔

اگر کسی کے قلب میں دنیا کی ذرا سی بھی وقعت ہوتی تو وہ ہمہ تن ان لوگوں سے ہی مشغول رہتے، مگر بحمد اللہ تعالیٰ یہاں ایسا نہیں ہوا، انہیں چھوڑ کر دوسرے کام میں مشغول ہوگئے حتی کہ یہ بھی یاد نہ رہا کہ انہیں چائے کے لئے روکا ہے ؎

غیرت ہے بڑی چیز جہان تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سردارا

عجیب توکل:

ایک شخص نے دارالافتاء کے سامنے آکر گاڑی روکی، گاڑی سے اتر کر کسی کو بتایا کہ دارالافتاء کو رقم دینا چاہتا ہوں، بہت دیر تک کھڑا بتا رہا ہے کہ دارالافتاء کو رقم دینا چاہتا ہوں لیکن کوئی لے ہی نہیں رہا، دو مولوی صاحبان پنجاب سے آئے ہوئے تھے وہ باہر کھڑے ہوئے تھے بالآخر اس نے ان مولوی صاحبان سے کہا کہ کوئی لینے کے لئے آتا ہی نہیں آپ ہی یہ رقم پہنچادیں، انہوں نے کہا کہ ہم تو باہر سے آئے ہوئے ہیں اس لئے ہم تو نہیں لے سکتے۔ ان مولوی صاحبان نے یہ قصہ دیکھ کر کہا کہ یہاں تو ہم نے بہت عجیب توکل دیکھا پھر انہوں نے توکل کے بارے میں یہ قصہ سنایا کہ کوئی بھکاری کسی کے دروازے پر بھیک مانگنے گیا انہوں نے دو روٹیاں دے دیں جب یہ وہاں سے چلا تو گھر والوں کا کتا اس کے پیچھے ہولیا اور بھونکنے لگا اس نے ایک روٹی کتے کو ڈال دی کتے نے روٹی کھالی اور پھر اس کے پیچھے پڑ گیا اس بھکاری نے دوسری روٹی بھی کتے کو ڈال دی، کتے نے وہ بھی کھالی پھر بھونکتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا پیچھا چھوڑتا ہی نہیں بھکاری نے کہا کہ تیرے گھر سے دو ہی روٹیاں تو ملی تھیں دونوں تجھے دے

دیں اب تو کیوں میرے پیچھے پڑا ہوا ہے، اس پر کتے نے اسے یہ جواب دیا کہ میں تو کتا ہو کر اپنے مالک کا ایسا وفادار ہوں کہ کسی حال میں بھی اپنے مالک کا دروازہ نہیں چھوڑتا اور تو انسان ہو کر اللہ کا دروازہ چھوڑ کر مخلوق کے دروازے سے بھیک مانگتا ہے، میں تیرا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔

رقم پیش کرنے والے کو دو گولیاں:

ایک شخص دارالافتاء کے لئے کچھ رقم دینے آیا اندر پیغام بھجوایا اور باہر اپنی گاڑی میں بیٹھا بہت دیر تک انتظار کرتا رہا، بہت دیر بعد دارالافتاء سے ایک مولوی صاحب نکلے اور اس سے ملے اس نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کہاں خرچ کرتے ہیں؟ یہ سن کر وہ مولوی صاحب اندر آگئے پھر دوبارہ باہر نہیں گئے۔ دراصل یہ پوچھنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ مولوی کوئی بہت بڑا سا رجسٹر لائے گا جس میں مدرسے کے پورے اخراجات اور آمدات درج ہوں گی کہ اتنے کمرے زیر تعمیر ہیں، اتنے استاذ ہیں، ماہانہ اتنا خرچ ہے وغیرہ وغیرہ، پھر وہ ان پر تنقید کرتا کہ اس جگہ پر آپ یہ خرچ کیوں کرتے ہیں اور ایسے کیوں کرتے ہیں؟ یہاں ایسا ہونا چاہئے اور یہ نہیں ہونا چاہئے وغیرہ وغیرہ، مگر یہ مولوی صاحب جو اندر آئے تو پھر باہر گئے ہی نہیں وہ انتظار کرتے کرتے بالآخر واپس چلا گیا، بعد میں اس کی بیٹی نے فون پر مجھ سے کہا کہ میں نے اپنے والد کو رقم دے کر بھیجا تھا کسی نے رقم لی ہی نہیں ایک مولوی صاحب سے بس اتنی سی بات کی کہ وہ کہاں خرچ کرتے ہیں؟ وہ مولوی صاحب اندر جا کر بیٹھ گئے پھر باہر آئے ہی نہیں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ جو مولوی صاحب باہر گئے تھے اور پھر واپس آ کر دوبارہ نہیں گئے وہ بہت سادہ ہیں بہت سادہ، انہیں چاہئے تھا کہ کم از کم دو گولیاں تو آپ کے والد کو کھلا ہی دیتے کہ ارے احمق! نالائق! اگر تجھے اعتماد نہیں تو گھر سے رقم لے کر نکلا ہی کیوں؟

بحمد اللہ تعالیٰ یہاں تو یہ حالات ہیں کہ میں نے کبھی بھی یہ نہیں کہا نہ کبھی تمنّا ہوئی کہ لوگ مجھ سے دین حاصل کرنے میرے پاس آیا کریں، نہ کبھی کسی سے کہا کہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لایا کریں، اس کی تاکید تو کرتا ہوں کہ کہیں نہ کہیں سے دین حاصل کریں، یہ تمنّا دعاء اور کوشش تو رہتی ہے کہ پوری دنیا دیندار بن جائے لیکن نہ کبھی یہ کہا نہ دعاء کی نہ تمنّا کی کہ یہاں آکر بنیں کہیں بھی بن جائیں بہت سے لوگ ہیں بنانے والے، اللہ کرے کہ بن جائیں۔ بس میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ جو لوگ یہاں میرے پاس آتے ہیں جن پر میں محنت کرتا ہوں وہ پورے بنیں اسی لئے میں ان کی رگڑائی بھی خوب خوب کرتا ہوں کیونکہ ان سے محبت ہے ان پر توجہ ہے۔

مالداروں کے خناس کا علاج:

آخر میں پھر ایک بار خلاصہ بتادوں، جو لوگ دینی کاموں میں مالی تعاون کرتے ہیں ان کے دو خیالات بہت گمراہ کن ہیں بہت غلط ہیں، ایک تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ پر احسان کر رہے ہیں دوسری بات یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے دین کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں وہ بے کار ہیں اور ہم لوگ بہت مشغول ہیں، اپنی مشغولیت کو ان کی مشغولیت سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں، ان کے ان دو غلط خیالات کی اصلاح کے لئے میں ان سے ایسا استغناء برتتا ہوں تاکہ ان کے دماغ میں بات اتر جائے کہ دین کے چھوٹے سے چھوٹے کام کی اہمیت دنیائے مردار کے بڑے سے بڑے کام سے بھی زیادہ ہے اور اگر کسی نے دین کے کام میں پیسا لگایا تو اس کا دین پر یا اللہ پر کوئی احسان نہیں بلکہ اللہ کا اس پر احسان ہے اس لئے جسے پیسے دیئے اس کا شکریہ اداء کرنا چاہئے۔ اس نظریئے کے تحت ہونا تو یہ چاہئے کہ لوگ لاکھوں کروڑوں روپے لے کر دینی ادارے چلانے والوں کے پاس پہنچیں اور وہ کہیں کہ ابھی ہمیں فرصت نہیں باہر بیٹھ کر انتظار کریں، دو دو تین تین گھنٹے انتظار کروائیں انتظار کروانے کے بعد پھر کہیں کہ آیئے ذرا آپ کی نبض

دیکھیں کہ آپ کا علماء کے ساتھ کیسا تعلق ہے، آپ میں ایسی صلاحیت ہے یا نہیں کہ آپ کا مال ہم اپنے ادارے میں لگائیں۔ اگر کوئی بلا اجازت کچھ لے آئے تو اسے ڈانٹ پلائیں کہ پہلے سے اجازت کیوں نہیں لی! یہ ڈانٹ انہیں ذلیل کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان کے دماغ کا آپریشن کرنے کے لئے ہے، ڈاکٹر کسی کو ذلیل کرنے کے لئے تکلیف پہنچانے کے لئے آپریشن نہیں کیا کرتا وہ تو بیماری کے علاج کے لئے آپریشن کرتا ہے، ان مالداروں کے دماغوں میں خناس گھسا ہوا ہے اسے نکالنا مقصود ہے ان کی اس بیماری کا علاج کرنے کے لئے ان سے ایسا رویہ اختیار کیا جائے اس میں انہی کا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی مرضی کے مطابق بنالیں، ظاہر و باطن کی اصلاح فرما دیں۔

وصل اللّٰھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد
وعلی الٰہ وصحبہ اجمعین
والحمدللّٰہ رب العٰلمین

◆

رمضان ماہ محبت
مسلم خوابیدہ
حفاظت زبان

فہرست مواعظ و رسائل

فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

خطبات الرشید
استقامت
انوار الرشید
ایمان کی کسوٹی
مراقبہ موت
آسیب کا علاج
باب العبر
ترک گناہ
ٹی وی کا زہر
جامعۃ الرشید
جشن آزادی
جواہر الرشید
حفاظت نظر
حفاظت زبان

حقوق القرآن
درد دل
زکوٰۃ کے مسائل
رمضان ماہ محبت
زندگی کا گوشوارہ
سات مسائل
سیاست اسلامیہ
شرعی پردہ
شرعی لباس
صراط مستقیم
صفات قرآن
صحبت کا اثر
علماء کا مقام
ملا کا رزق

علاج یا عذاب
غیبت پر عذاب
فتنۂ انکار حدیث
قربانی کی حقیقت
گلستان دل
مسجد کی عظمت
محبت الٰہیہ
وہم کا علاج
مرض وموت
نفس کے بندے
مالداروں سے محبت
ہر پریشانی کا علاج
عید کی سچی خوشی
انفاق فی سبیل اللہ

چندہ کی رقوم کے احکام
اللہ کے باغی مسلمان
دینداری کے تقاضے
عیسائیت پسند مسلمان
گانے بجانے کی حرمت
میراث کی اہمیت
بیعت کی حقیقت
ربیع الاول میں جوش محبت
تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود
سود خور سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا اعلان جنگ
زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخہ اکسیر
علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟
شریعت کے مطابق وراثت کی اہمیت

کتاب گھر کی دیگر مطبوعات

○ شرح عقود رسم المفتی ○ مسلح پہرہ اور توکل ○ مرشدی ومولائی ○ مسلم طالبات ○ پکار
○ تسہیل السراجی ○ تحریک کشمیر کی شرعی نوعیت ○ حرمین کی پکار ○ دریچہ ○ روشن ستارے

کتاب گھر، السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی
فون: 021-6683301، فیکس: 021-6623814
اکاؤنٹ نمبر: 89-1829، حبیب بینک لمیٹڈ، البدر اسکوائر برانچ کراچی